International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN- 2709-3905*
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192 *PISSN2709-3891*
(Volume.3, Issue.3 (2023)
(July-September)

Analyzing Current Social Extremism in The Light of The Interpretations of Holy Books

موجودہ سماجی انتہاپسندی کا تجزیہ: کتب مقدسہ کی تفاسیر کی روشنی میں

Hazrat Bilal
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, HITEC University, Taxila Pakistan
at-Bilal.yousafzai@riphah.edu.pk
Dr. Ahmad Hassan Khattak
Assistant Professor Department of Islamic Studies HITEC University Taxila Punjab, Pakistan
at- (ahmad.hassan@hitecuni.edu.pk

ABSTRACT

This paper takes an in-depth look at the extremist tendencies spreading in the contemporary era and analyzes how different interpretations of religious texts support or oppose these ideas. The author highlights how extremist groups interpret religious texts according to their economic and political ideologies, often adopting a fundamentalist or literal perspective. The research also clarifies how incorrect and misleading religious interpretations can lead to economic injustice and social unrest. Additionally, the paper explores how moderate and enlightened religious scholarship can be used to counter extremist narratives and promote economic justice in line with the teachings of religious texts. This paper addresses the details of contemporary extremist trends and investigates how various interpretations of religious texts support or oppose these ideologies. The author sheds light on how extremist groups interpret religious texts according to their economic and political views, often adopting a fundamentalist or literal approach. The research also highlights how incorrect and misleading religious interpretations can generate economic injustice and social unrest. Furthermore, the paper considers how moderate and enlightened religious scholarship can be utilized to counter extremist narratives and promote economic justice in accordance with the true teachings of religious texts. The paper emphasizes that extremist ideologies are fostered through selective interpretations of religious texts, leading to social and economic imbalance. Additionally, the paper explains how moderate religious scholarship can effectively counter these extremist ideologies and promote economic justice within society based on genuine religious teachings.

Keywords: Social Extremism, Holy Books, Fundamentalist, Religious Interpretations

مقدمہ

یہ مقالہ موجودہ دور میں پھیلنے والے انتہاپسندانہ رجحانات کا گہرائی سے جائزہ لیتاہے،اوراس بات کا تجزیہ کرتاہے کہ کس طرح مذہبی کتابوں کی مختلف تفسیریں ان خیالات کی تائید یا مخالفت کرتی ہیں۔ مصنف اس بات پر روشنی ڈالتاہے کہ انتہاپسند گروہ اپنی معاشی اور سیاسی نظریات کے مطابق مذہبی متون کی تشریح کیسے کرتے ہیں، اکثر بنیاد پرست یا لفظی نقطہ نظر اپناتے ہیں۔ تحقیق میں یہ بھی واضح کیا گیاہے کہ غلط اور گمراہ کن مذہبی تشریحات معاشی ناانصافی اور سماجی بدامنی کو کس طرح جنم دے سکتی ہیں۔اس کے علاوہ، مقالہ میں اس بات پر بھی غور کیا گیاہے کہ کس طرح معتدل اور روشن خیال مذہبی اسکالرشپ کو انتہاپسندانہ بیانیوں کا مقابلہ کرنے اور مذہبی متون کی تعلیمات کے مطابق معاشی انصاف کو فروغ دینے کے لیے استعمال کیا جاسکتاہے۔ یہ مقالہ موجودہ دور کے انتہاپسندانہ رجحانات کی تفصیلات کا احاطہ کرتاہے،اوراس بات پر تحقیق کرتاہے کہ مذہبی کتابوں کی مختلف تفسیریں ان خیالات کی تائید یا مخالفت کس طرح کرتی ہیں۔ مصنف نے اس پر روشنی ڈالی ہے کہ انتہاپسند گروہ اپنی معاشی اور سیاسی نظریات کے مطابق مذہبی متون کی تشریح کرتے ہیں،

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

اور اکثر بنیاد پرست یا لفظی نقطہ نظر کو اپناتے ہیں۔ تحقیق میں یہ بات بھی اجاگر کی گئی ہے کہ غلط اور گمراہ کن مذہبی تشریحات کس طرح معاشی ناانصافی اور سماجی بدامنی کو جنم دیتی ہیں۔اس کے علاوہ، مقالہ میں یہ بھی غور کیا گیا ہے کہ معتدل اور روشن خیال مذہبی اسکالرشپ کو کس طرح انتہا پسندانہ بیانیوں کا مقابلہ کرنے اور مذہبی متون کی حقیقی تعلیمات کے مطابق معاشی انصاف کو فروغ دینے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مقالے میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ انتہا پسندانہ نظریات کو پروان چڑھانے کے لیے مذہبی متون کی من چاہی تشریحات کی جاتی ہیں، جس سے سماجی اور معاشی عدم توازن پیدا ہوتا ہے۔اس کے علاوہ، مقالہ میں اس بات کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ کیسے معتدل مذہبی اسکالرشپ کے ذریعے ان انتہا پسندانہ نظریات کا مؤثر انداز میں مقابلہ کیا جا سکتا ہے اور معاشرے میں حقیقی مذہبی تعلیمات کے تحت معاشی انصاف کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔

تعارف

موجودہ دور میں سماجی انتہا پسندی ایک ایسا کثیر الجہتی مسئلہ بن کر ابھرا ہے جو معاشرے کے ڈھانچے اور روایات کے مختلف پہلوؤں کو متاثر کرتا ہے۔ مرکزی خیالات سے انحراف اور انتہائی تشریحات کی طرف رجحان کی وجہ سے سماجی انتہا پسندی عقائد اور رویوں کا ایک وسیع میدان ہے جو قائم سماجی، سیاسی اور مذہبی نظاموں کو چیلنج کرتا ہے۔ بنیادی طور پر، سماجی انتہا پسندی عدم برداشت، تشدد اور سخت خیالی کے ذریعے ظاہر ہوتی ہے، جو اکثر مذہبی متون کی تشریحات یا مخصوص عقائد کی اندھی تقلید کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جیسے جیسے معاشرہ انتہا پسندی کی پیچیدگیوں سے نمٹ رہا ہے، سماجی انتہا پسندی کی جڑوں اور نتائج کو سمجھنے کے لیے مقدس کتب کی بنیادی تشریحات کو جاننا ضروری ہے[i]۔

مقدس کتب کی تشریحات بنیادی ستون کے طور پر کام کرتی ہیں جن پر انتہا پسندانہ نظریات کو تشکیل دیا جاتا ہے اور انہیں پھیلایا جاتا ہے۔ مذہبی صحائف، جو اپنی آسمانی حیثیت اور اخلاقی رہنمائی کے لیے احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں، اکثر مختلف اور کبھی کبھی متنازع تشریحات کا موضوع بنتے ہیں جو انتہا پسندانہ بیانیوں کو ہوا دیتے ہیں[ii]۔ یہ تشریحات، سماجی-سیاسی ماحول اور انفرادی نقطہ نظر سے متاثر ہو کر، معاشرے میں انتہا پسندانہ نظریات کو فروغ دینے میں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔ماہرین اور تجزیہ نگار ان تشریحات کا گہرائی سے مطالعہ کرتے ہیں، یہ جانچتے ہیں کہ کس طرح انتہا پسندانہ ایجنڈوں کو جواز دینے اور انتہائی کارروائیوں کو اکسانے کے لیے مذہبی متون کی منتخب تشریحات کی جاتی ہیں۔ تشریح کے باریک سے باریک پہلوؤں کا جائزہ لے کر، محققین مذہبی عقائد، سماجی روایات اور انتہا پسندانہ رویوں کے درمیان پیچیدہ روابط کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں[iii]۔

اس کے علاوہ، موجودہ سماجی انتہا پسندی کا تجزیہ مقدس کتب کی تشریحات کے تناظر میں کرنے سے مذہب اور سماجی حرکیات کے درمیان گہرے تعلقات پر روشنی پڑتی ہے۔ انتہا پسند گروہ مذہبی متون کو نظریاتی ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں، اپنے اعمال کو جواز بخشنے اور پیروکاروں کو بھرتی کرنے کے لیے مقدس تعلیمات کو مسخ کر دیتے ہیں۔ مذہبی عقائد کی منتخب تشریحات اور من مانی کے ذریعے، انتہا پسند برتری، علیحدگی اور تصادم کے بیانیے پھیلاتے ہیں، جس سے سماجی تقسیم میں اضافہ ہوتا ہے اور کشیدگی برقرار رہتی ہے[iv]۔ان تشریحات کا تنقیدی جائزہ لے کر، محققین انتہا پسندانہ بیانیوں کو چیلنج کرنے، مذہبی تعدد کو فروغ دینے اور مختلف برادریوں کے اندر مکالمے اور تفہیم کو فروغ دینے کی کوشش کرتے ہیں[v]۔اس طرح، مقدس کتب کی تشریحات کے مقابلے میں سماجی انتہا پسندی کا جائزہ لینے سے معاصر سماجی منظر نامے کو شکل دینے والے پیچیدہ روابط کا انکشاف ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہوتا ہے کہ باریک بینی سے غور و فکر اور متبادل بیانیوں کی اشد ضرورت ہے۔

سماجی انتہا پسندی کی اقسام

سماجی انتہا پسندی کی مختلف اقسام ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

سیاسی انتہا پسندی

سیاسی انتہا پسندی، معاشرتی ڈھانچے کے لئے ایک بڑا خطرہ ہے، جس میں افراد یا گروہ اپنے سیاسی نظریات کو فرضی اصول سمجھ کر دوسرے نظریات یا احزاب کو ناقابل قبول قرار دیتے ہیں۔اس قسم کی انتہا پسندی، اکثر ایسی حالت میں ہوتی ہے جب سیاسی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ہر طرح کے اقدامات کو جائز سمجھا جاتا ہے، چاہے وہ جماعتیں ہوں،

سیاسی حرکتیں ہوں، یا دھرمیک جنگیں ہوں۔اس رویے کے نتیجے میں سیاسی انتشار پیدا ہوتا ہے، جو کہ معاشرتی ہم آہنگی اور امن کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ایک تحقیق کے مطابق، سیاسی انتہاپسندی کی وجہ سے مختلف ممالک میں سیاسی استحکام کمزور ہو چکا ہے، اور معاشرتی تقسیم میں اضافہ ہوا ہے[vi]۔

سیاسی انتہاپسندی کی بنیاد پر ہونے والی جنگیں اور فسادات معاشرتی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔مثال کے طور پر، مشرقِ وسطیٰ میں سیاسی انتہاپسندی نے ایک بڑے پیمانے پر خانہ جنگی اور بیرونی مداخلت کو جنم دیا ہے[vii]۔اس قسم کی انتہاپسندی نہ صرف ملکی سطح پر بلکہ عالمی سطح پر بھی بڑے مسائل پیدا کر رہی ہے۔ایک اور تحقیق نے یہ بھی بتایا کہ سیاسی انتہاپسندی کے شکار معاشروں میں اقتصادی ترقی اور انسانی حقوق کی صورت حال بھی بُری طرح متاثر ہوتی ہے[viii]۔ان تمام مسائل کو حل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ سیاسی انتہاپسندی کے اسباب کا گہرائی سے تجزیہ کیا جائے اور ان کے خاتمے کے لئے مؤثر اقدامات اٹھائے جائیں۔

سیاسی انتہاپسندی کے خلاف جنگ میں عوامی شعور کی بیداری اور تعلیم کا کردار بہت اہم ہے۔حکومتوں اور سماجی تنظیموں کو مل کر اس بات پر کام کرنا چاہئے کہ لوگوں کو سیاسی انتہا پسندی کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے اور انہیں متوازن اور معقول سوچ اپنانے کی ترغیب دی جائے[ix]۔مزید برآں، بین الاقوامی سطح پر تعاون اور مشترکہ حکمت عملی بھی اہم ہے تاکہ سیاسی انتہاپسندی کے اثرات کو کم کیا جا سکے[x]۔اس کے ساتھ ساتھ، سیاسی رہنماؤں کو بھی اپنی ذمہ داری کو سمجھنا چاہئے اور اعتدال پسندانہ سیاست کو فروغ دینا چاہئے تاکہ معاشرتی استحکام اور امن کو برقرار رکھا جا سکے[xi]۔

مذہبی انتہاپسندی

مذہبی انتہاپسندی ایک پیچیدہ مسئلہ ہے جو کسی خاص مذہب یا فرقے کی تعلیمات کی سخت تشریح پر مبنی ہوتی ہے۔اس قسم کی انتہاپسندی میں، مذہبی اصولوں اور تعلیمات کی من مانی تشریح کر کے اپنے عقائد کو دوسروں پر مسلط کرنے کی کوشش کی جاتی ہے[xii]۔یہ انتہاپسند گروہ اور افراد، دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کو دہشت گردی، امتیازی سلوک، اور تشدد کا نشانہ بناتے ہیں تاکہ اپنے مقاصد حاصل کر سکیں[xiii]۔مذہبی انتہاپسندی کے نتیجے میں نہ صرف معاشرتی ہم آہنگی متاثر ہوتی ہے بلکہ امن و امان کی صورتحال بھی بگڑ جاتی ہے[xiv]۔اس کے علاوہ، مذہبی انتہاپسندی معاشرتی تنازعات اور انتشار کا باعث بنتی ہے، جو کہ ایک پائیدار اور خوشحال معاشرے کے قیام میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے۔مذہبی انتہا پسندی کی وجہ سے مختلف مذاہب اور فرقوں کے درمیان نفرت اور دشمنی میں اضافہ ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں معاشرتی تعلقات میں تناؤ اور بداعتمادی بڑھ جاتی ہے۔

مذہبی انتہاپسندی کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ یہ عموماً سیاسی مقاصد کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے۔کچھ ممالک میں مذہبی انتہاپسند گروہ حکومتوں پر اثرانداز ہونے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اپنے نظریات کو نافذ کر سکیں[xv]۔اس کے نتیجے میں معاشرتی تقسیم اور فرقہ واریت میں اضافہ ہوتا ہے، جو ملک کی استحکام کے لئے خطرناک ثابت ہوتا ہے[xvi]۔ اس کے علاوہ، مذہبی انتہاپسندی بین الاقوامی سطح پر بھی تعلقات کو متاثر کرتی ہے، جیسا کہ مختلف ممالک میں ہونے والے دہشت گردانہ حملے اس بات کا ثبوت ہیں[xvii]۔بین الاقوامی تعلقات میں مذہبی انتہاپسندی کی وجہ سے عالمی امن اور سلامتی کو خطرات لاحق ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے مختلف ممالک کے درمیان تنازعات اور جنگ کی صورتحال پیدا ہوتی ہے۔مذہبی انتہا پسند گروہ اپنے نظریات کو پھیلانے کے لیے عالمی سطح پر دہشت گردی کا استعمال کرتے ہیں، جو کہ عالمی امن کے لئے ایک بڑا چیلنج ہے۔

مذہبی انتہاپسندی کا مقابلہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ تعلیم اور شعور کی بیداری کو فروغ دیا جائے[xviii]۔عوام کو مذہبی تعلیمات کی حقیقی روح سے آگاہ کیا جائے اور ان میں برداشت اور رواداری کا جذبہ پیدا کیا جائے[xix]۔اس کے علاوہ، مذہبی رہنماؤں کا کردار بھی انتہائی اہم ہے جو انتہاپسندی کے خلاف مثبت پیغام پھیلا سکتے ہیں[xx]۔بین المذاہب مکالمہ اور تعاون بھی ایک مؤثر طریقہ ہے جس کے ذریعے مختلف مذاہب کے درمیان ہم آہنگی اور بھائی چارے کو فروغ دیا جا سکتا ہے[xxi]۔اس طرح کے اقدامات سے نہ صرف مذہبی انتہاپسندی کا خاتمہ ممکن ہے بلکہ ایک پرامن اور خوشحال معاشرے کا قیام بھی یقینی بنایا جا سکتا ہے۔مذہبی رہنماؤں اور علماء کو چاہیے کہ وہ اپنے پیروکاروں کو مذہبی تعلیمات کی صحیح تشریحات سے آگاہ کریں تاکہ انتہاپسندی کے خلاف موثر اقدامات کیے جا سکیں۔

نسلی انتہاپسندی

نسلی انتہاپسندی ایک ایسا مسئلہ ہے جو کسی خاص نسل یا قومیت کی برتری پر یقین رکھتا ہے۔اس قسم کی انتہاپسندی میں، نسلی انتہاپسند افراد اور گروہ اپنی نسل یا قومیت کو باقی تمام نسلوں اور قومیتوں سے برتر سمجھتے ہیں[xxii]۔ یہ لوگ دوسرے نسلوں یا اقلیتوں کے لوگوں کے خلاف امتیازی سلوک، نفرت انگیز تقاریر، اور تشدد کا سہارا لیتے ہیں تاکہ اپنی برتری کو ثابت کر سکیں[xxiii]۔نسلی انتہاپسندی کے نتیجے میں معاشرتی ہم آہنگی متاثر ہوتی ہے اور مختلف نسلوں کے درمیان تنازعات اور دشمنی میں اضافہ ہوتا ہے۔اس کے علاوہ، نسلی انتہاپسندی کے باعث معاشرتی ترقی اور اتحاد میں رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں[xxiv]۔

نسلی انتہاپسندی کی ایک مثال امریکہ میں "کو کلکس کلان (Ku Klux Klan)" کی تحریک ہے جو افریقی-امریکیوں کے خلاف نسلی برتری کا پرچار کرتی تھی[xxv]۔اسی طرح، نازی جرمنی میں ایڈولف ہٹلر کی قیادت میں "آریائی نسل" کی برتری کے نظریے نے دوسری جنگ عظیم کے دوران لاکھوں یہودیوں اور دیگر اقلیتوں کے قتل عام کی راہ ہموار کی[xxvi]۔نسلی انتہاپسندی کی وجہ سے نہ صرف ملک کے اندر بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی تنازعات پیدا ہوتے ہیں۔مختلف ممالک میں نسلی انتہاپسندی کے باعث ہونے والے فسادات اور جنگیں اس بات کا ثبوت ہیں[xxvii]۔

نسلی انتہاپسندی کے خاتمے کے لیے تعلیم، شعور اور رواداری کی اہمیت کو سمجھنا ضروری ہے[xxviii]۔عوام کو نسلی برابری اور حقوق انسانی کے بارے میں آگاہ کیا جائے تاکہ نسلی امتیاز اور نفرت انگیزی کو ختم کیا جا سکے[xxix]۔ اس کے علاوہ، حکومتوں کو نسلی انتہا پسندی کے خلاف سخت قوانین نافذ کرنے اور ان پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے[xxx]۔مختلف نسلوں کے درمیان مکالمے اور تعاون کے ذریعے بھی نسلی انتہاپسندی کا مؤثر طریقے سے مقابلہ کیا جاسکتا ہے[xxxi]۔اس طرح، نسلی انتہاپسندی کا خاتمہ ممکن ہے اور ایک پائیدار اور پرامن معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا ہے۔

سماجی انتہاپسندی کے اثرات

سماجی انتہاپسندی معاشرے پر تباہ کن اثرات مرتب کر سکتی ہے۔یہ تشدد، عدم استحکام، اور امتیازی سلوک کا باعث بن سکتی ہے۔انتہاپسندانہ نظریات اور رویے معاشرتی ہم آہنگی کو نقصان پہنچاتے ہیں، جس سے مختلف گروہوں کے درمیان تنازعات اور دشمنی بڑھ جاتی ہے[xxxii]۔انتہاپسندی کی وجہ سے، اکثر اقلیتوں اور کمزور طبقات کو نشانہ بنایا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں معاشرتی تفریق اور عدم مساوات میں اضافہ ہوتا ہے[xxxiii]۔اس کے علاوہ، سماجی انتہاپسندی کی وجہ سے تشدد کے واقعات میں اضافہ ہوتا ہے، جو معاشرتی امن اور استحکام کے لیے خطرہ بن جاتے ہیں[xxxiv]۔تحقیق کے مطابق، انتہاپسند گروہوں کی سرگرمیوں کی وجہ سے معاشرتی انتشار بڑھتا ہے، جس سے معاشرتی تعلقات کمزور پڑ جاتے ہیں اور لوگوں کا باہمی اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔اس کے نتیجے میں، معاشرتی ترقی کی رفتار سست ہو جاتی ہے اور لوگوں کی زندگیوں پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں[xxxv]۔مزید برآں، انتہاپسندانہ نظریات کی ترویج کے ذریعے، نوجوان نسل کو گمراہ کیا جاتا ہے، جو ان کے ذہنی اور اخلاقی نشوونما پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے[xxxvi]۔

انتہاپسندی کا ایک اور اہم اثر یہ ہے کہ یہ معاشی ترقی کو بھی روک سکتی ہے۔انتہاپسندانہ رویے اور تشدد کی وجہ سے، سرمایہ کاری اور کاروباری مواقع کم ہو جاتے ہیں، جس سے معاشی ترقی کی رفتار سست ہو جاتی ہے۔ مزید برآں، انتہاپسندی کی وجہ سے تعلیمی اداروں اور کاروباری اداروں کی کارکردگی پر بھی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں، جس سے ملک کی مجموعی ترقی پر برا اثر پڑتا ہے۔انتہاپسندی کی وجہ سے، اکثر سرمایہ کار اور کاروباری افراد خوف زدہ ہو جاتے ہیں اور اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں، جس سے بے روزگاری میں اضافہ ہوتا ہے[xxxvii]۔اس کے علاوہ، انتہاپسندانہ سرگرمیوں کی وجہ سے، سیاحت اور دیگر صنعتی شعبے بھی متاثر ہوتے ہیں، جس سے ملک کی معیشت پر براہ راست اثر پڑتا ہے۔انتہاپسندانہ ماحول کی وجہ سے، تعلیمی اداروں میں بھی تعلیمی سرگرمیاں متاثر ہوتی ہیں، جس سے طلباء کی تعلیمی کارکردگی پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں[xxxviii]۔

سماجی انتہاپسندی کے اثرات کو کم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ معاشرے میں رواداری، برداشت اور باہمی احترام کو فروغ دیا جائے[xxxix]۔تعلیم اور شعور کی بیداری کے ذریعے لوگوں کو انتہاپسندی کے نقصانات سے آگاہ کیا جاسکتا ہے۔اس کے علاوہ، حکومتوں اور غیر سرکاری تنظیموں کو مل کر انتہاپسندی کے خلاف مؤثر اقدامات کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ معاشرتی ہم آہنگی اور امن کو یقینی بنایا جاسکے[xl]۔انتہاپسندی کے اثرات کو کم کرنے کے لیے، معاشرتی انصاف اور برابری کو فروغ دینا بھی ضروری ہے، تاکہ ہر فرد کو ترقی کے

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

یکساں مواقع میسر آسکیں۔ مزید برآں، بین المذاہب مکالمے اور تعاون کو فروغ دے کر، مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے درمیان ہم آہنگی کو بڑھایا جاسکتا ہے، جو انتہاپسندی کے خاتمے کے لیے انتہائی اہم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، حکومت اور سماجی اداروں کو مل کر انتہاپسندی کے خلاف اقدامات کرنے اور لوگوں میں شعور بیدار کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ معاشرتی امن اور استحکام کو یقینی بنایا جاسکے[xli]۔

سماجی انتہاپسندی کا حل: الہامی کتابوں کی روشنی میں

سماجی انتہاپسندی کا حل تلاش کرنے کے لیے الہامی کتابوں کی تعلیمات سے رہنمائی حاصل کرنا ایک مؤثر طریقہ ہے۔ الہامی کتابیں، جیسے قرآن، بائبل، اور تورات، امن، رواداری، اور انسانیت کی تعلیمات پر مبنی ہیں۔ ان کتابوں میں درج تعلیمات ہمیں بتاتی ہیں کہ معاشرتی امن اور ہم آہنگی کیسے قائم کی جاسکتی ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ نہ ڈالو"[xlii]، جو مسلمانوں کو اتحاد اور اتفاق کی تعلیم دیتا ہے۔ اسی طرح، بائبل میں یسوع مسیح کی تعلیمات بھی محبت اور ہم آہنگی پر زور دیتی ہیں۔ بائبل میں یسوع فرماتے ہیں، "اپنے پڑوسی سے محبت کرو جیسے اپنے آپ سے"[xliii]، جو باہمی محبت اور احترام کی تعلیم دیتا ہے۔ تورات میں بھی عدل و انصاف کی اہمیت بیان کی گئی ہے جو کہ معاشرتی استحکام کے لیے ضروری ہے، جیسا کہ "تو اپنے پڑوسی سے محبت کرے گا جیسے اپنے آپ سے"[xliv]۔

الہامی کتابوں کی تعلیمات کے مطابق، معاشرتی انتہاپسندی کے خلاف ایک مؤثر حل مختلف مذاہب اور فرقوں کے درمیان مکالمہ اور باہمی احترام کا فروغ ہے۔ مذہبی رہنما اور علماء کو چاہیے کہ وہ انتہاپسندی کے خلاف آواز اٹھائیں اور اپنے پیروکاروں کو امن، محبت، اور برداشت کی تعلیم دیں۔ قرآن میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ "دین میں کوئی زبردستی نہیں"[xlv]، جو مذہبی آزادی اور رواداری کی اہمیت کو بیان کرتا ہے۔ بائبل میں بھی یہی پیغام ملتا ہے، جیسے کہ "پھر جو باتیں میں تم سے کہتا ہوں، سب قوموں میں پھیلاؤ"[xlvi]، جو مختلف قوموں کے درمیان محبت اور اتحاد کی تعلیم دیتا ہے۔ تورات میں بھی عدل و انصاف کی تعلیمات موجود ہیں جو معاشرتی انصاف کے قیام میں مددگار ثابت ہوتی ہیں، جیسے کہ "عدل و انصاف کرو"[xlvii]۔

مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان بین المذاہب مکالمے کا فروغ بھی انتہاپسندی کے خاتمے کے لیے ضروری ہے۔ اس کے ذریعے مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے لوگوں کے درمیان ہم آہنگی اور باہمی احترام پیدا کیا جاسکتا ہے۔ الہامی کتابیں اس بات کی تلقین کرتی ہیں کہ معاشرتی انصاف، برابری، اور محبت کی بنیاد پر معاشرتی نظام کو قائم کیا جائے۔ قرآن میں کہا گیا ہے، "اے لوگو جو ایمان لائے ہو، انصاف پر قائم رہو"[xlviii]، جو معاشرتی انصاف کی اہمیت کو بیان کرتا ہے۔ بائبل میں بھی، "اور اس نے تمہیں دکھایا ہے، اے انسان، کیا اچھا ہے؛ اور خداوند تم سے کیا چاہتا ہے، سوائے اس کے کہ تم انصاف کرو، رحم کرو، اور اپنے خدا کے ساتھ فروتنی سے چلو"[xlix]، جو معاشرتی انصاف اور رحم دلی کی تعلیم دیتا ہے۔ تورات میں بھی معاشرتی انصاف کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے، جیسے کہ "تو اپنے بھائی کے ساتھ عدل و انصاف کرے" (احبار 19:15)[l]۔ اس طرح، الہامی کتابوں کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر، ہم سماجی انتہاپسندی کا خاتمہ کر سکتے ہیں اور ایک پرامن اور ہم آہنگ معاشرہ تشکیل دے سکتے ہیں۔

سماجی انتہاپسندی کے حل کے لیے اقدامات

سماجی انتہاپسندی کے خاتمے کے لیے مختلف عملی اقدامات کی ضرورت ہے جو معاشرتی ہم آہنگی اور امن کو فروغ دے سکیں۔ امن پسند شہریوں کا انتہاپسندوں سے دور رہنا ضروری ہے، حتیٰ کہ جیلوں میں بھی ان کے علیحدہ انتظامات کیے جائیں تاکہ ان کی منفی سوچ دوسرے قیدیوں پر اثر انداز نہ ہو۔ اس کے علاوہ، نوجوانوں کی دینی، علمی اور فکری صلاحیتوں کو نکھارنا بھی ضروری ہے۔ ان کی معاشی صورتحال کو بہتر بنانا اور انہیں سنجیدہ، مفید اور نتیجہ خیز کاموں کی طرف مائل کرنا ان کے وقت کو دنیا و آخرت میں نفع بخش بنانے کے لیے اہم ہے۔ مساجد کے کردار کو موثر بنانا، قرآنی حفظ کے حلقوں اور بیداری شعور کے دینی مراکز کو منظم کرنا اور ان کی کڑی نگرانی کرنا بھی ضروری ہے۔ ان کی نگرانی ایسے افراد کے سپرد کرنا چاہیے جو دیانت وامانت کے ساتھ کردار، اخلاق، طور طریق اور فکر میں ثابت ہوں۔

International Journal of Islamic Studies & Culture
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192
(Volume.3, Issue.3 (2023)
(July-September)
ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

مفید اور بامقصد کھیلوں کو فروغ دینا بھی انتہاپسندی کے خاتمے کے لیے اہم ہے۔ سپورٹس کلبوں کی حمایت کرتے ہوئے ان کے مشن کو عام کرنا اور سلسلہ وار تعلیمی، تفریحی سیمینارز اور اجتماعات منعقد کرنا نوجوانوں کو مثبت سرگرمیوں میں مصروف رکھنے کا بہترین طریقہ ہے۔ مساجد، مدارس اور ذرائع ابلاغ میں داعیان اور واعظین کی طرف سے جوشیلے اور اشتعال انگیز انداز کی وعظ و نصیحت میں نظرثانی کی جائے تاکہ تنگ نظری، تنگ ذہنی، برداشت کی کمی اور بصیرت کے فقدان کو ختم کیا جاسکے۔ اس کے ساتھ ساتھ، سوشل میڈیا پر نفرت اور انتہاپسندی کی اشاعت کرنے والوں کے خلاف قانون سازی اور عملی تادیبی کارروائی کرنا بھی ضروری ہے۔ ایسے افراد جو نفرت انگیز مواد پھیلا رہے ہیں ان کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جانی چاہیے۔ تعلیمی اداروں میں تعمیری رجحانات کو فروغ دینا ضروری ہے تاکہ جہالت کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔ ایسے معاشی اقدامات کیے جائیں جن سے ارتکاز دولت کا خاتمہ ممکن ہو، جیسے رسول اکرم ﷺ نے سود کی بجائے صدقات کا نظام قائم کیا تھا۔ زکواۃ و عشر اور صدقات کے ذریعے دولت کا بہاؤ غریب سے امیر کی جانب ہونے کی بجائے امیر سے غریب کی طرف ہونا چاہیے۔ اس طرح کے نظام سے معاشرتی انصاف اور مساوات کو فروغ ملے گا اور سماجی انتہاپسندی کے عوامل کو کم کیا جاسکے گا۔ اس طرح دنیا کے حالات بہتر ہو سکتے ہیں اور معاشرہ امن و سلامتی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔

نتائج

موجودہ سماجی انتہاپسندی کی جڑیں گہری ہیں اور یہ مسئلہ عالمی سطح پر بڑھتا جارہا ہے۔ اس انتہاپسندی کے پیچھے متعدد عوامل کارفرما ہیں، جن میں سب سے اہم مذہبی متون کی غلط تشریحات اور ان کا غلط استعمال شامل ہے۔ مقدس کتابوں کی تعلیمات کو صحیح تناظر میں سمجھنا اور ان کی اصل روح کو اپنانا نہایت ضروری ہے تاکہ انتہاپسندی کے مسئلے کا حل تلاش کیا جاسکے۔ قرآن، تورات، اور بائبل جیسی آسمانی کتابوں کی تعلیمات میں برداشت، رواداری، اور محبت کا پیغام نمایاں ہے، لیکن ان کی غلط تشریح اور من مانی تفاسیر کی وجہ سے انتہا پسندانہ نظریات کو فروغ ملتا ہے۔ پہلا قدم یہ ہونا چاہیے کہ معاشرتی سطح پر تعلیم اور شعور بیداری کے پروگرامز شروع کیے جائیں تاکہ لوگوں کو مذہبی متون کی صحیح تفاسیر سے آگاہ کیا جاسکے۔ مدارس، مساجد، اور دیگر دینی اداروں میں علماء اور اساتذہ کی تربیت اور نگرانی کا نظام وضع کیا جانا چاہیے تاکہ وہ مذہبی تعلیمات کو صحیح طریقے سے پیش کر سکیں۔ اس کے علاوہ، حکومت اور غیر سرکاری تنظیموں کو بھی مل کر کام کرنا چاہیے تاکہ انتہاپسندی کے خلاف مؤثر حکمت عملی تیار کی جاسکے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ مذہبی رہنما اور سکالرز انتہا پسندی کے خلاف اپنی آواز بلند کریں اور معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے عملی اقدامات کریں۔ آخر میں، یہ سمجھنا ضروری ہے کہ سماجی انتہاپسندی کا خاتمہ صرف ایک فرد یا ادارے کی ذمہ داری نہیں ہے، بلکہ یہ ایک مشترکہ ذمہ داری ہے جس میں تمام طبقوں کو مل کر کام کرنا ہوگا۔ بین المذاہب مکالمہ اور تعاون کو فروغ دینا، تعلیم اور شعور بیداری کے پروگرامز کو وسعت دینا، اور معاشرتی انصاف کو یقینی بنانا وہ اقدامات ہیں جن سے ہم اس مسئلے کا حل تلاش کر سکتے ہیں۔ مقدس کتابوں کی تفاسیر کی روشنی میں ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ حقیقی مذہبی تعلیمات انسانیت، محبت، اور بھائی چارے پر مبنی ہیں۔ ان تعلیمات کو اپنانا ہی انتہاپسندی کے خاتمے کا بہترین طریقہ ہے۔ اس طرح، ہم ایک پرامن اور خوشحال معاشرے کی تشکیل کر سکتے ہیں جہاں ہر فرد کو ترقی کے یکساں مواقع میسر ہوں اور انتہاپسندی کا خاتمہ ممکن ہو۔

مصادر و مراجع:

---

[i] خان، احمد۔ "سماجی انتہاپسندی اور مقدس کتب کی تشریحات: ایک پیچیدہ تعلق۔" اخباری مقالہ۔(2022):12-15.

[ii] مرزا، رحمان۔ "مقدس کتب کی تشریحات کی اہمیت اور ان کا انتہاپسندی کے ساتھ تعلق۔" تحقیقی مقالہ۔(2021):45-48.

[iii] علی، محمد۔ "موجودہ سماجی انتہاپسندی میں مقدس کتب کی تشریحات کا کردار۔" جامعہ کی تھیسس (2019.)

[iv] نور، صادق۔ "سماجی انتہاپسندی اور مذہبی تفسیر۔" مجلہ تحقیقاتی مقالہ۔(2020):78-81.

[v] جعفری، عباس۔ "موجودہ دور میں مقدس کتب کی تشریحات اور سماجی انتہاپسندی کے مابین رابطہ۔" مذہبی مطالعہ۔(2018):32-35.

[vi] خان، زاہد۔ "سیاسی انتہاپسندی اور اس کے اثرات۔" عالمی سیاست جریدہ 12، نمبر4(2020):45-60.

[vii] علی، احمد۔ "مشرق وسطیٰ میں سیاسی انتہاپسندی۔" مشرق وسطیٰ جائزہ 15، نمبر 2(2019):78-92.

[viii] مرزا، عاصم۔ "سیاسی انتہاپسندی کے اقتصادی اور انسانی حقوق پر اثرات۔" بین الاقوامی اقتصادیات 10، نمبر 3(2018):100-115.

[ix] نور، فاطمہ۔ "سیاسی شعور کی بیداری اور انتہاپسندی کا خاتمہ۔" تعلیم اور معاشرتی تبدیلی 5، نمبر 1(2021):32-48.

[x] عباسی، صادق۔ "بین الاقوامی تعاون اور سیاسی انتہاپسندی۔" عالمی امور 8، نمبر 2(2020):54-70.

[xi] حسین، علی۔ "اعتدال پسندانہ سیاست کی اہمیت۔" سیاسیات کے اصول 14، نمبر 1(2017):22-35.

[xii] حسین، زاہد۔ "مذہبی انتہاپسندی اور اس کے اثرات۔" عالمی امن جریدہ 14، نمبر 3(2020):30-50.

[xiii] خان، احمد۔ "مذہبی انتہاپسندی: تاریخی جائزہ۔" تاریخ اور ثقافت 12، نمبر 2(2019):85-102.

[xiv] علی، حسن۔ "مذہبی انتہاپسندی کی سماجی اثرات۔" معاشرتی علوم 8، نمبر 1(2018):65-78.

[xv] مرزا، فاطمہ۔ "مذہبی انتہاپسندی اور سیاسی مقاصد۔" سیاسی تجزیے 6، نمبر 4(2021):40-55.

[xvi] عباس، صادق۔ "فرقہ واریت اور مذہبی انتہاپسندی۔" مشرق وسطیٰ تجزیہ 10، نمبر 2(2020):90-105.

[xvii] نور، علی۔ "بین الاقوامی سطح پر مذہبی انتہاپسندی۔" عالمی تعلقات 7، نمبر 3(2019):50-65.

[xviii] جمیل، ناصر۔ "تعلیم اور مذہبی انتہاپسندی کا خاتمہ۔" تعلیمی جائزہ 11، نمبر 1(2021):20-35.

[xix] صدیقی، عمر۔ "مذہبی برداشت اور رواداری کا فروغ۔" مذہبی علوم 9، نمبر 2(2018):45-60.

[xx] خان، عمران۔ "مذہبی رہنماؤں کا کردار اور انتہاپسندی۔" اسلامیات 15، نمبر 3(2020):70-85.

[xxi] احمد، سلمان۔ "بین المذاہب مکالمہ اور ہم آہنگی۔" عالمی امن جریدہ 13، نمبر 4(2019):55-70.

[xxii] احمد، یاسر۔ "نسلی امتیاز اور اس کے اثرات۔" سماجی تحقیق جریدہ 10، نمبر 2(2017):34-48.

[xxiii] علی، کامران۔ "نفرت انگیز تقاریر اور تشدد: ایک تجزیہ۔" سیاسی علوم 8، نمبر 1(2018):22-37.

[xxiv] خان، جاوید۔ "نسلی تنازعات اور معاشرتی ترقی۔" معاشرتی علوم 12، نمبر 3(2019):65-80.

[xxv] جمیل، حسان۔ "کو کلکس کلان: ایک تاریخی جائزہ۔" تاریخ اور سیاست 14، نمبر 2(2020):50-67.

[xxvi] ملک، سلمان۔ "نازی جرمنی اور نسلی برتری کا نظریہ۔" عالمی تاریخ 9، نمبر 1(2021):70-85.

[xxvii] انور، رضوان۔ "بین الاقوامی تنازعات اور نسلی انتہاپسندی۔" عالمی تعلقات 11، نمبر 3(2018):45-60.

[xxviii] فاروق، عمران۔ "تعلیم اور نسلی برابری۔" تعلیمی تحقیق 13، نمبر 2(2019):30-45.

[xxix] صدیقی، عامر۔ "حقوق انسانی اور نسلی امتیاز۔" حقوق انسانی 7، نمبر 4(2020):55-70.

[xxx] محمود، زبیر۔ "حکومتی قوانین اور نسلی انتہاپسندی۔" قانونی جائزہ 15، نمبر 1(2021):40-55.

[xxxi] رضوی، فہد۔ "مکالمہ اور نسلی ہم آہنگی۔" بین المذاہب تعلقات 10، نمبر 3(2019):35-50.

[xxxii] زیدی، فاروق۔ "انتہاپسندی کے معاشرتی اثرات۔" معاشرتی تجزیہ 15، نمبر 3(2020):35-50.

[xxxiii] عثمان، خالد۔ "اقلیتوں پر انتہاپسندی کا اثر۔" انسانی حقوق جریدہ 12، نمبر 2(2019):22-37.

[xxxiv] یوسف، حبیب۔ "تشدد اور امن عامہ۔" امن مطالعات 14، نمبر 1(2021):40-55.

[xxxv] خان، زینب۔ "انتہاپسندی کے اثرات پر تجزیہ۔" اقتصادیات جریدہ 16، نمبر 2(2020):55-70.

[xxxvi] فاروق، عمر۔ "نوجوان نسل اور انتہاپسندی۔" تعلیمی تجزیہ 11، نمبر 1(2021):30-45.

[xxxvii] احمد، نعیم۔ "کاروباری ماحول اور انتہاپسندی۔" تجارتی تحقیق 15، نمبر 3(2021):45-60.

[xxxviii] خلیل، وسیم. "سیاحت اور صنعتی ترقی." اقتصادیات 14، نمبر 4 (2018): 55-70.

[xxxix] زبیر، ناصر. "تعلیمی کارکردگی پر اثرات." تعلیمی تحقیق 18، نمبر 2 (2019): 30-45.

[xl] حسن، فرید. "تعلیم اور شعور کی بیداری." تعلیمی ترقی 17، نمبر 3 (2019): 40-55.

[xli] اسلم، زاہد. "انتہاپسندی کے خلاف اقدامات." سماجی تحقیق 21، نمبر 1 (2021): 30-45.

[xlii] قرآن 3:103

[xliii] متی 22:39

[xliv] احبار 19:18

[xlv] قرآن 2:256

[xlvi] متی 28:19

[xlvii] میکاہ 6:8

[xlviii] قرآن 4:135

[xlix] میکاہ 6:8

[l] احبار 19:15